

نشوونما کے لیے موزوں حالات مہیا کیے۔ ان آیات میں انسان پر کی جانے والی انھی نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان نعمتوں سے مستفید ہونے والے ہر ذی عقل انسان پر فرض ہے کہ وہ اپنے مالک اور منعم اللہ کی طرف لپکے اور اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ تخلیق کے عمل کا خاصہ ہے کہ یہ نر اور مادہ دونوں کے وجود کا محتاج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام حیوانات و نباتات میں زوجین پائے جاتے ہیں۔ ان کے بغیر کسی ذی روح کی نسل برقرار رہ سکتی ہے نہ آگے چل سکتی ہے۔ مخلوقات کے برعکس اللہ تعالیٰ زوج اور مثل سے بے نیاز ہے۔ کسی نے اس کو جنم نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ وہ آپ سے موجود ہے اور از خود ہمیشہ رہے گا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ زوجین کے ذکر کے فوراً بعد اللہ کی طرف لپکنے کا حکم ارشاد ہوا ہے۔ گویا زوجین کا پایا جانا، ان کا باہم تعلق اور اس تعلق سے دنیا کی زندگی کا تسلسل ایسی بڑی نشانی ہے کہ اس پر غور کرنے سے خالق حقیقی تک پہنچا جاسکتا ہے۔ آیا دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے؟ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ جنس (Sex) اللہ کے احکام سے بے اعتنائی کا بڑا باعث بن گئی ہے۔ جنس مخالف کی طرف میلان اور دونوں جنسوں کے ملاپ سے جنم لینے والی اولاد سب اللہ سے غافل کر دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ کائنات کی کاریگری کے فہم سے محرومی ہے جو فوری لذتوں میں منہمک ہو جانے سے جنم لیتی ہے۔ انسان حال کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اپنی توانائیاں صرف کر دیتا ہے اور مستقبل کی زندگی کا سامان نہیں کرتا۔ یہ سمجھ لیا جائے کہ زوجین نسل حیوانی کی بقا اور دنیا کی گہما گہمی برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں تو اپنے اصل مقصد کی طرف نگاہ رکھنا ممکن ہو جاتا ہے۔ زوجین معنوی اشیا میں بھی پائے جاتے ہیں۔ راستے کے مقابلے میں دن ہے۔ آسمان زمین پر سایہ فگن ہے۔ سیاہی و سفیدی، صحت و مرض اور کھرا کھوٹا ایک دوسرے کی شناخت کراتے ہیں۔ زوجین کا تضاد ایسی خاصیت ہے جس سے صحیح و غلط کی تمیز ہو جاتی ہے۔ اسی تضاد سے گم راہی کے مقابلے میں وحی کا حق ہونا سمجھ میں آ جاتا ہے۔ کاش ہم زوجین کے اس سلسلے میں اپنی رہنمائی پالیں اور ہم میں بھی اللہ کی طرف لپکنے کی خواہش پیدا ہو جائے۔

_____ محمد وسیم اختر مفتی

ہانس کا سبق

پچھلے دنوں ایک حادثے میں میری ہنسی کی ہڈی (Clavicle) ٹوٹ گئی۔ مجھے جسمانی تکلیف کا تو سامنا کرنا پڑا پر میرے لیے زیادہ تکلیف کی بات یہ تھی کہ میری روزمرہ کی سرگرمیوں میں رکاوٹ آگئی۔ میں نے اپنے معمولات ترک نہ

کیے، مگر ان کو جاری رکھنا دشوار ہو گیا۔ کچھ وقت گزرا کہ میں نے ایک ٹوٹی ہڈی کو اپنے جسم کا جزو سمجھ لیا۔ اسی کے مطابق اپنا اٹھنا بیٹھنا کر لیا اور اس کے جڑنے کا محض انتظار کرنے کی بجائے اپنے معمولات اس کی سہولت کے مطابق ترتیب دے دیے۔

رفتہ رفتہ اس ہنسی کے ٹوٹنے نے مجھے کئی سبق دیے۔ ایک آدمی سوچ سمجھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ وہ سوچتا ہے، میں اتنے بجے پہنچوں گا، اپنا کام کروں گا اور اتنے بجے واپسی کی راہ لوں گا۔ مگر کچھ طاقتیں اس کے پروگرام میں حائل ہو جاتیں ہیں۔ وہ اپنی منزل پر پہنچنے کی بجائے اسپتال جا پہنچتا ہے۔ اسے اپنی جان کی فکر پڑ جاتی ہے اور وہ اپنا پروگرام بھول جاتا ہے۔ یہ طاقتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقرر کردہ کارپردازان قضا و قدر ہیں۔ یعنی ہر ارادے کا پورا ہونا اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ اسی لیے مسلمان کوئی کام کرنے سے پہلے اللہ سے توفیق مانگتا ہے۔ ارادہ کرنا، اس پر ثابت قدم ہونا، اسے پروے کار لانے کے وسائل مہیا کرنا، اس کی راہ میں درپیش رکاوٹوں سے بچنا اور اسے حسن انجام تک پہنچانا یہ سب مراحل اللہ کی توفیق ہی سے طے پاتے ہیں۔ ہمیں زندگی کا کوئی کام کرنے سے پہلے اس حقیقت کو ذہن سے محو نہیں کرنا چاہیے، ورنہ ناخوش گوار اتفاقات پیش آتے رہیں گے اور ان کی تاویل ہماری سمجھ میں نہ آئے گی۔

ایک ٹوٹے عضو کو انسان برداشت کر سکتا ہے، اس کے ساتھ کچھ وقت گزار سکتا ہے اور اس کے صحت مند ہونے تک اس کا لحاظ رکھ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایک مسلمان بھائی کو برداشت نہیں کرتا؟ وہ بھائی جس کے عقائد یا اخلاق میں کچھ شکستگی آگئی ہے۔ جس طرح ایک عضو شکستہ کا دھیان رکھ کر، اسے صحت مند ہونے کی مہلت دے کر ہم اس سے کام لینے کی توقع کر لیتے ہیں ایسے ہی ایک منقطع آدمی کا خیال یا معالجہ کر کے اس کے بحال ہونے کا انتظار کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک مفید انسان بن جائے۔

مصیبت بڑی ہو یا چھوٹی ٹل جاتی ہے۔ واویلا کریں یا صبر، بیماری یا پریشانی اپنا وقت گزار کر رخصت ہو جاتی ہے۔ لہذا صبر اور وقار کے ساتھ ان کا سامنا کرنا بہتر ہے۔ جو لوگ شور و غل کرتے ہیں ان کا وقت بھی کٹ جاتا ہے، لیکن ایسے ان کا ظرف ظاہر ہو جاتا ہے۔

وقت آگے کی طرف بڑھتا ہے۔ ایک حادثہ ہو جانے کے بعد اس کی 'Management' (معالجہ اور دوا دارو کی تدبیر) کا خیال کرنا مفید ہوتا ہے اور اس سے حادثے کے اثرات زائل کرنے میں مدد بھی ملتی ہے۔ لیکن اگر ہم محض حادثے کے اسباب پر غور کرتے رہیں، ایک دوسرے پر الزام دھرتے رہیں اور آئندہ وقت جو علاج کے کام آسکتا ہے، گنوا دیں تو ایک حادثے سے کئی حادثے جنم لیں گے اور ہماری تکلیف کئی چند بڑھ جائے گی۔ خیال ماضی کا فائدہ تبھی ہے اگر وہ آئندہ بچاؤ کی تدبیر کا کام دے، لیکن اگر اس سے محض زخموں پر نمک پاشی ہی ہوتی ہو تو اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

ہانس (Clavicle) کا یہ سبق اس وقت میرے ذہن میں خوب تازہ ہے، مگر کچھ وقت گزرے گا کہ میں اسے بھول جاؤں گا۔ ایک ہلکی سی یا د میرے دل میں ہوگی پر بدن پر اثر نہ کرے گی الا کہ کوئی نیا حادثہ (Shock) یہ سبق یاد دلادے۔ غیر معمولی

حالات انسان کے جسم و جان پر گہرا اثر رکھتے ہیں اور کئی بھولے سبق یاد دلادیتے ہیں، ورنہ حقائق کا ذہن سے محو ہو جانا شاید اس دنیا کا بڑا المیہ ہے۔

_____ محمد وسیم اختر مفتی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com